ادارت ہو گئے۔ مولانا مرحوم نے اگرچہ کم لکھا ہے لیکن جو کچھ لکھا ہے بہت خوب لکھا ہے۔ سادگی کے ساتھ طرفگی اور سنجیدگی و متانت کے ساتھ شگفتگی اُن کے قلم کی خصوصیت تھی، طبیعت بسا اوقات آتش پائی تھی، کم گو اور کم سخن مرنجاں مرنج اور بڑے با اخلاق و متواضع تھے، اللھم اغفر لہٗ وارحمہٗ۔

یہ محسوس کرکے بڑا دکھ ہوتا ہے کہ تین مہینے کے اندر اندر دارالعلوم ندوۃ العلماء اپنے تین نامور اور لائق و فائق کارکنوں سے محروم ہو گیا، جون میں مولانا محمد الحسنی اڈیٹر البعث الاسلامی کی جواں مرگی کا حادثہ پیش آیا تھا۔ جولائی میں مولانا محمد اسحٰق جلیس اڈیٹر تعمیر حیات اچانک ۴۴ برس کی عمر میں داغِ مفارقت دے گئے، مرحوم گوناگوں علمی و عملی خصوصیات کے مالک تھے، ندوہ کے فارغ التحصیل، انگریزی میں گریجویٹ، اور بی لب، ہندی، پشتو اور مرہٹی زبانوں کے عالم اور تحریر و تقریر دونوں میں فرد تھے، ان خصوصیات کے باعث "پیامِ انسانیت" تحریک میں مولانا سید ابوالحسن علی میاں کے دستِ راست تھے، اور اس کے بعد اگست میں یہ تیسرا حادثہ پیش آگیا۔ برہان ان حوادثِ پیہم میں مولانا علی میاں اور تمام اربابِ ندوۃ العلماء کے ساتھ دلی ہمدردی اور شرکتِ غم و الم کا اظہار کرتا ہے۔

اخبارات سے معلوم ہوا ہوگا کہ امسال عربی اور فارسی میں پریذیڈنٹ اوارڈ حسب ترتیب پروفیسر مختار الدین احمد آرزو صدر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ اور پروفیسر عطا کریم برق شعبۂ اسلامک کلچر، کلکتہ یونیورسٹی کو ملا ہے، اول الذکر عربی زبان کے مشہور محقق اور مصنف اور عربی زبان کے بلند پایہ علمی اور تحقیقی مجلہ "المجمع العلمی الہندی" کے اڈیٹر اور علی گڈھ میں اپنے استاد مولانا میمن عبدالعزیز مرحوم کے جانشین ہیں، اور موخر الذکر فارسی زبان و ادب کے نامور فاضل اور محقق ہیں انھیں ایران میں رہ کر وہاں کے ارباب علم و ہنر سے براہِ راست استفادہ کر چکے ہیں، اور اب خود ایران میں آپ کے علم و فضل کا چرچا ہے، چنانچہ آپ کی محققانہ کتاب "جستجو در احوال و آثار صفی شاہ" اور چند اور

کتابیں اور مقالات بزبان فارسی ایران میں شائع ہو کر وہاں کے دانشوروں سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں، اس بنا پر کوئی شبہ نہیں کہ یہ دونوں حضرات اس اوارڈ کے بہمہ وجوہ مستحق تھے حکومت نے بھی ان کی علمی اور فنی خدمات کا اعتراف کیا۔ برہان اس پر دونوں دوستوں کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔

حکومتِ ہند کا یہ انتخاب جس درجہ لائقِ تحسین ہے اسی قدر مختلف ریاستوں میں اور خصوصاً اترپردیش کی اردو اکاڈمی جس طرح انعامات تقسیم کر رہی ہے وہ قابلِ مذمت وافسوس ہے، اکاڈمی کے طرزِ عمل سے اردو کو فائدہ نہیں سخت نقصان پہونچ رہا ہے اکاڈمی کو اچھے بُرے کی تمیز نہیں، اقربا نوازی اور دوست نوازی عام ہے، دفتر بُرہان میں کثرت سے جو کتابیں برائے تبصرہ وصول ہو رہی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اردو میں اچھی کتابوں کی پیداوار بہت کم ہو گئی ہے، ہم حکومتِ ہند سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اردو اکاڈمیوں کی اب تک کی کارگزاریوں کی تحقیق کے لئے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرے اور اُس کی رپورٹ کے مطابق اکاڈمیوں کی تشکیل جدید اور اصلاح کرے۔ ورنہ اُردو کے نام سے لاکھوں روپے سالانہ یونہی ضائع کرنا عقلمندی اور اردو کے ساتھ خیر خواہی نہیں ہے۔!

گذارش

منی آرڈر کرتے وقت اپنا پورا پتہ ضرور لکھئے اب کم سے کم فیس معاون پچاس روپے ہے۔ آپ اس کی سعی فرمائیں کہ پچاس روپے والے حضرات -/۱۲ روپے کے حلقے میں شمولیت (فرمائیں)